علمی و تحقیقی حکمت عملی (Research Methodology) سے مدد لیتے ہوئے سیرت پاک سلسلے کے بعض ایسے پہلو زیر تحقیق آنے چاہییں جن پر ابھی تک زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ سیرتِ پاکؐ پر یہ ایک مفید کتاب ہے، جسے عمومی سطح پر زیر مطالعہ لانے کا اہتمام ہونا چاہیے۔(ڈاکٹر انیس احمد)

قرونِ اولیٰ کا ایک مدبر مختار ثقفی، ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر۔ ناشر: قرطاس، فلیٹ نمبر A-15، گلشن امین ٹاور، گلستان جوہر، بلاک ۱۵، کراچی۔ صفحات: ۱۵۴۔ قیمت: ۱۴۰ روپے۔

پاکستان کے علمی اور ادبی حلقوں میں ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، پروفیسر شعبۂ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ علمی تحقیق، شعر و ادب اور خودنوشت، غرض ہر شعبے میں ڈاکٹر صاحبہ نے اعلیٰ معیاری تصانیف پیش کی ہیں۔ زیرنظر کتاب ایک ایسی شخصیت سے تعلّق رکھتی ہے، جس کے عقائد نے امت مسلمہ کے ایک محدود حصّے کو متاثر کیا اور اپنی قدیم یا جدید شکل میں ان میں سے بعض عقائد کے آثار آج تک مشاہدے میں آتے ہیں۔

مؤرخ کا قلم غیر جانب دار، حقائق کا متلاشی اور بے باک نہ ہو تو غیر محسوس طور پر ذاتی وابستگی اور بعض اوقات تعصب کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہاں، اگر وہ اپنے تعصّبات سے خود آگاہ ہو تو توازن و اعتدال کا دامن نہیں چھوڑتا۔ مغرب زدہ مسلم مؤرخین تاریخ کی تاریخ کے بیان میں جرمن تاریخ دان Ranke کو حقائق پرست، تاریخ نگاری کا علَم بردار سمجھتے ہیں، جب کہ تصورِ تاریخ، جدلیاتی فکر سے متاثر ہو یا مادیت یا سرمایہ دارانہ طرزِ فکر کا اسیر ہو، حتیٰ کہ نام نہاد سائنٹی فک طریق تحقیق سے وابستہ ہو، داخلی وابستگی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ مؤرخ حقائق کا مطالعہ اور تجزیہ کرتے وقت یہ بھول جاتا ہے کہ اس نے جو عینک زیب ناک کر رکھی ہے وہ حقائق کی صداقت تک پہنچنے میں اس کی رائے پر غیر محسوس طور پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ آج اردو زبان جس مقام پر پہنچ گئی ہے اس میں سلیس اردو کی ہر تحریر پڑھ کر تقویت ہوتی ہے۔(ڈاکٹر انیس احمد)

کلیاتِ عنایت، عنایت علی خاں۔ ملنے کے پتے: منشورات، منصورہ، لاہور۔ فون: ۰۴۲-۳۵۲۵۲۲۱۱۔ اکیڈمی بک سنٹر، کراچی۔ فون: ۰۲۱-۳۶۳۴۹۸۴۰۔ صفحات: ۶۷۲۔ قیمت (مجلد): ۵۰۰ روپے۔

جناب عنایت علی خاں کی شہرت تو طنز و مزاح کے شاعر کی ہے اور یہ ہے بھی سچ۔

وہ مشاعروں میں اسی مزاحیہ کلام سے دھوم مچاتے ہیں مگر ان کے کسی مجموعے کو دیکھ کر اور بالخصوص کلیات کو دیکھ کر یہ واضح احساس ہوتا ہے کہ ان کو محض طنز و مزاح کا شاعر سمجھنا ان کے ساتھ انصاف نہیں ہوگا۔ وہ ایک دردمند، محبِ وطن اور حالاتِ حاضرہ سے باخبر شاعر ہیں۔

انھیں ہر صنف میں اپنی بات کہنے کا ہنر آتا ہے۔ بحرِ بیکراں، افراد ہو یا راج کہانی یا 'ورلڈکپ' جوان کی سب سے زیادہ مشہور نظم ہے، کسی کو بھی دیکھیے آپ کو محسوس ہوگا کہ اُن کے پاس کہنے کو بہت کچھ ہے اور پیش کرنے کا سلیقہ بھی۔ صرف ایک نظم کا ایک بند دیکھیے:

ہم ہیں صاحب، ہم کو ورثے میں ملی یہ صاحبی　　ایک پی او، ایک شوفر، گیٹ پر دو سنتری
ہے شہنشاہی جسے سمجھا ہے تم نے نوکری　　قوم کے افراد سارے ہیں ہمارے خدمتی

عنایت صاحب کے کلام میں نعت اور حمد کا تذکرہ بھی ہے مگر کسی قدر کم کم ہے۔ لیکن یہ کم بھی بہت خوب ہے۔

ان کی شہرت تو ضرور ایک شاعر کی ہے مگر وہ مصنف ہیں، محقق ہیں، مترجم ہیں اور مذہب پر کامل اعتقاد رکھنے والے عالم باعمل ہیں۔ تمام زندگی پڑھتے پڑھاتے گزری ہے۔ ان کی نظم 'ٹیوٹر' پڑھیے تو علم کی ناقدری کا بھرپور احساس ہوتا ہے۔

کلیات کی اشاعت پر ان کو مبارکباد تو دی جاسکتی ہے مگر ابھی ان سے اور بھی بہت سی توقعات ہیں جو ان شاءاللہ پوری ہوں گی۔

۶۷۲ صفحات کی اس کتاب میں ۱۵۰ سے زائد صفحات پر شاعرِ خوش کلام کے بارے میں نامی گرامی شخصیات کا اظہارِ خیال ہے۔ یہ تحریریں شاعر کی شخصیت، ان کے مقام، ان کے کلام، ان کی ذاتی زندگی، اخلاق و کردار، رویوں اور سوچ و فکر سب کے بارے میں گواہی پیش کرتی ہیں۔ جو تحریریں بعد میں لکھی جاتی ہیں عنایت صاحب نے سامنے ہی لکھوالی ہیں۔

گواہی دینے والوں میں نعیم صدیقی، ضمیر جعفری، مشفق خواجہ، تابش دہلوی، انور مسعود، افتخار عارف، ڈاکٹر طاہر مسعود، ابونثر اور دیگر شامل ہیں۔ عطاء الحق قاسمی نے انھیں شاعروں کا پطرس قرار دیا ہے۔ عنایت صاحب نے خود اپنے حالات بھی لکھ دیے ہیں کہ سند رہے۔ ایک تحریر ہمزاد خاں کی بھی ہے۔ کلیات، عنایت علی خاں کی یادگار رہے اور اللہ انھیں زندگی اور صحت دے اور